

نمازِ مغرب سے قبل روزہ افطار کرنے کی تحقیق

قرآن و سنت اور فقہائے کرام کے اقوال کی روشنی میں
نمازِ مغرب سے پہلے یا بعد میں روزہ افطار کرنے
اور روزہ افطار کرنے کی وجہ سے نمازِ مغرب تاخیر سے پڑھنے کی تحقیق

مؤلف

مفتی محمد رضوان خان

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

نام کتاب: نمازِ مغرب سے قبل روزہ افطار کرنے کی تحقیق

مصنف: مفتی محمد رضوان خان

طباعت اول:

40

صفحات:

ملنے کے پتے

فہرست

صفحہ نمبر

مضامین

۴

۴

| | |
|----|---|
| 4 | تمہید (من جانب مؤلف) |
| 5 | نمازِ مغرب سے قبل روزہ افطار کرنے کی تحقیق |
| // | غروب کے بعد روزہ جلدی افطار کرنا |
| 8 | روزہ، مغرب کی نماز سے پہلے افطار کرنا |
| 13 | رمضان میں افطار کی وجہ سے مغرب کی نماز تاخیر سے پڑھنا |
| 20 | مغرب کی نماز کا مستحب و افضل وقت |
| 30 | اشتباکِ نجوم تک نمازِ مغرب کو مؤخر نہ کرنا |
| 39 | خلاصہ کلام |

تمہید

(من جانب مؤلف)

آج کل رمضان المبارک کے مہینہ میں روزہ نمازِ مغرب سے پہلے یا بعد میں افطار کرنے میں اور اسی طرح رمضان میں روزہ افطار کرنے کی مہلت دے کر کچھ تاخیر سے مغرب کی نماز ادا کرنے میں اہل علم اور بعض عوام کی طرف سے اختلاف سامنے آتا ہے۔

بعض اہل علم حضرات بھی اس سلسلہ میں کچھ تشویش کا شکار رہتے ہیں، اور بعض اوقات ایک دوسرے کے خلاف فتاویٰ صادر کرتے ہیں، جس کی وجہ سے عوام کو فیصلہ کرنے میں دشواری پیش آتی ہے، اور عوام الناس اس سلسلہ میں اہل علم حضرات سے رجوع کر کے مسئلہ معلوم کرتے ہیں۔

اس لیے ضرورت تھی کہ اس مسئلہ کو کچھ تفصیل کے ساتھ تحریر کیا جائے، اس مسئلہ سے متعلق دیگر پہلوؤں کو بھی ملحوظ رکھا جائے، تاکہ تمام پہلو ملحوظ رکھنے سے نتیجہ اخذ کرنے میں سہولت حاصل ہو۔

بندہ نے اس ضرورت کے لیے اس مسئلہ کو قدرے تفصیل کے ساتھ تحریر کیا ہے، جس کو علمی و تحقیقی رسائل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ راہِ اعتدال کو ملحوظ رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

محمد رضوان خان

10 / ربیع الاول / 1438ھ / 10 / نومبر / 2016ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

نمازِ مغرب سے قبل روزہ افطار کرنے کی تحقیق

آج کل رمضان المبارک کے مہینے میں مغرب کی نماز سے پہلے یا بعد میں روزہ افطار کرنے اور مغرب کی نماز اور افطار کے درمیان وقفہ پیدا کرنے کے مسئلہ میں اختلاف و انتشار رہتا ہے، اور کئی اہل علم حضرات اس سلسلہ میں تشویش کا شکار رہتے ہیں، بعض جگہوں میں جیسا کہ تبلیغی مراکز جہاں لوگوں اور مقیم و مسافر حضرات کی کثرت ہوتی ہے، یا اجتماعی طور پر بڑا مجمع روزہ ایک ساتھ افطار کرتا ہے، اور افطاری کے معمولات سے فراغت میں کچھ غیر معمولی وقت خرچ ہو جاتا ہے، وہاں خاص طور پر مغرب کی نماز غیر معمولی تاخیر سے ادا کی جاتی ہے، اس پر بعض لوگوں کی طرف سے چہ میگوئیاں سامنے آتی ہیں۔

اس لئے قدرے تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کو الگ الگ حصوں میں تحریر کیا جاتا ہے، تاکہ مسئلہ ہذا کے سب پہلو واضح ہو جائیں، اور اس کے بعد نتیجہ اخذ کرنے میں آسانی پیدا ہو۔

غروب کے بعد روزہ جلدی افطار کرنا

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

ثُمَّ أَتَمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ (سورة البقرہ، رقم الآیة ۱۸۷)

ترجمہ: پھر پورا کرو تم روزوں کو رات تک (سورہ بقرہ)

اس آیت میں روزہ کے آخری وقت کا بیان ہے اور جو روزہ کا آخری وقت ہے وہی روزہ افطار کرنے کا وقت ہے، اور وہ رات شروع ہونے کا وقت ہے، اور شرعی اعتبار سے رات سورج غروب ہونے پر شروع ہو جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَاهُنَا
وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَاهُنَا وَعَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ (بخاری) ۱
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات ادھر (یعنی مشرق)
سے آجائے اور دن ادھر (یعنی مغرب) سے چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے
تو روزہ دار کا افطار ہو گیا (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورج غروب ہوتے ہی روزہ کا وقت مکمل ہو جاتا ہے۔ ۲
اور اسی وجہ سے اگر کسی نے سورج غروب ہونے کے بعد روزہ افطار نہیں کیا تب بھی اس کا
روزہ مکمل ہو جاتا ہے، اور اگر سورج غروب ہونے کے بعد افطاری کی نیت کے بغیر بھی کچھ
کھاپی لیا، تب بھی روزہ ادا ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ احادیث میں روزہ سورج غروب ہونے کے بعد جلدی افطار کرنے کی ترغیب
آئی ہے۔

چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَزَالُ النَّاسُ
بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ (بخاری) ۳

۱ رقم الحدیث ۱۹۵۴، کتاب الصوم، باب متى يحل فطر الصوم، مسلم، باب بیان وقت انقضاء الصوم.

۲ ذکر معناه: قوله: (إذا أقبل الليل من ههنا) أي: من جهة المشرق. (وأدبر النهار من ههنا) أي: من المغرب، وقد مر الكلام فيه في باب الصوم في السفر والإفطار في آخر حديث عبد الله بن أبي أوفى. قوله: (فقد أفطر الصائم)، أي: دخل في وقت الفطر، وقال ابن خزيمة: لفظه خبر ومعناه الأمر أي: فليفطر الصائم (عمدة القاری للعینی، ج ۱ ص ۶۵، کتاب الصوم، باب متى يحل فطر الصائم)

۳ رقم الحدیث ۱۹۵۷، کتاب الصوم، باب تعجيل الافطار، مسلم، رقم الحدیث ۱۰۹۸ "۳۸" باب فضل السحور، ترمذی، رقم الحدیث ۶۹۹، باب ماجاء في تعجيل الافطار.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اس وقت تک خیر کے ساتھ رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے (بخاری، مسلم، ترمذی)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ (ابوداؤد) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین اس وقت تک غالب رہے گا، جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے (ابوداؤد)

بعض اور احادیث میں بھی روزہ جلدی افطار کرنے کو پسند کیا گیا ہے۔ ۲
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُؤَخِّرَ سُحُورَنَا، وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا، وَأَنْ نُمْسِكَ بِأَيْمَانِنَا عَلَى شِمَائِلِنَا فِي صَلَاتِنَا (صحيح ابن حبان) ۳

۱ رقم الحدیث ۲۳۵۳، کتاب الصوم، باب ما يستحب من تعجيل الفطر، مسند احمد، رقم الحدیث ۹۸۱۰، صحيح ابن حبان، رقم الحدیث ۳۵۰۳؛ مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۵۷۳۔ قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم، ولم یخرجاه۔ وقال شعيب الارنؤوط: حدیث صحیح دون قوله: إن اليهود والنصارى يؤخرون، وهذا إسناده حسن (حاشية مسند احمد)
وقال أيضاً: إسناده حسن (حاشية ابن حبان)

۲ عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " قال الله عز وجل : إن أحب عبادة إلى أعجلهم فطرا " (ترمذی، رقم الحدیث ۷۰۰، باب ماجاء فی تعجيل الافطار، مسند احمد، رقم الحدیث ۷۲۴۱)

قال الترمذی: هذا حدیث حسن غریب (ترمذی، تحت رقم الحدیث ۷۰۱)
وقال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، قرأ - وهو ابن عبد الرحمن المعافري المصري - الجمهور على تضعيفه، وتساهل بعضهم فوثقه، روى له مسلم مقرونا بغيره، وأصحاب السنن الأربعة (حاشية مسند احمد)

۳ رقم الحدیث ۱۷۷۰، ج ۵ ص ۶۷، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۱۱۳۸۵۔ ﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم انبیاء کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے، کہ ہم سحری میں تاخیر کریں (یعنی رات کے آخری حصے میں صبح صادق ہونے سے پہلے سحری کھائیں) اور افطار میں (غروب ہوتے ہی) جلدی کریں، اور ہم نماز میں اپنے دائیں ہاتھوں سے بائیں ہاتھوں کو تھامیں (ابن حبان) افطار میں جلدی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ غروب کا یقین ہو جانے کے بعد دیر نہ کی جائے۔ ملحوظ رہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد رات کا شروع ہو جانا اور افطار کا حلال ہو جانا قرآن و سنت کے واضح دلائل سے ثابت ہے، اور اس کے برعکس اندھیرا اچھا جانے پر روزہ افطار ہونے کا وقت سمجھنا اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک درست نہیں۔ ۱

روزہ، مغرب کی نماز سے پہلے افطار کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٍ فَتَمِيرَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَمِيرَاتٍ حَسَا حَسَوَاتٍ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الهيثمي: رواه الطبرانی في الكبير ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۶۰۹، باب وضع اليد على الأخرى)

وقال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية ابن حبان)

۱ (عن أبي هريرة قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "لا يزال الدين ظاهرا") أي غالباً وعالياً أو واضحا ولائحا "ما عجل الناس الفطر" أي مدة تعجيلهم الفطر "لأن اليهود والنصارى يؤخرون" أي الفطر إلى اشتباك النجوم وتبعهم الأفاضل في زماننا (مرقاة المفاتيح ج ۳ ص ۱۳۸، كتاب الصوم، باب في مسائل متفرقة، الفصل الثالث)

ويدخل وقتها بالغروب إجماعاً، وكأنه اكتفى بذكر المغرب ولا يعتد بخلاف الشيعة، وخبر: إنه صلى الله عليه وسلم صلى المغرب عند اشتباك النجوم باطل، بل صح "لا تزال أمتي على الفطرة ما لم يؤخروا المغرب حتى تشتبك النجوم"، وتأخيره عليه الصلاة والسلام لها كما في أحاديث صحيحة لبيان الجواز، ونقل الترمذی عن العلماء كراهية تأخيرها عن أوله، كذا ذكره ابن حجر (مرقاة المفاتيح، ج ۲ ص ۵۱، كتاب الصلاة، باب المواقيت)

مِنْ مَاءٍ (سنن الترمذی) ۱
ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم (مغرب کی) نماز سے پہلے چند تر کھجوروں سے افطار کیا کرتے تھے، پھر اگر تر کھجوریں نہیں ہوتی تھیں، تو چند چھواروں سے افطار کیا کرتے تھے، اور اگر چھوارے نہیں ہوا کرتے، تو پانی کے چند گھونٹوں سے افطار کیا کرتے تھے (ترمذی، مستدرج)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:
مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ صَلَّى صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يُفْطِرَ وَلَوْ عَلَيَّ شَرْبَةَ مِنْ مَاءٍ (صحیح ابن حبان) ۲
ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے افطار کرنے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھی ہو، اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ ہی سے افطار کر لیا ہو (ابن حبان)
اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ:

۱ رقم الحدیث ۶۹۶، ابواب الصوم، باب ماجاء ما يستحب عليه الافطار، ابو داؤد، رقم الحدیث ۲۳۵۶؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۶۷۶، قال الترمذی: هذا حديث حسن غريب.
قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير جعفر بن سليمان، فمن رجال مسلم (حاشية مسند احمد)
وقال ايضاً: إسناده صحيح (حاشية سنن ابى داؤد)
۲ رقم الحدیث ۳۵۰۴، كتاب الصوم، باب الافطار وتعجيله، ذكر الاستحباب للصوم لتعجيل الافطار قبل صلاة المغرب، مسند ابى يعلى، رقم الحدیث ۳۷۹۲؛ مسند بزار، رقم الحدیث ۷۱۲۷.

قال المنذرى: رواه ابو يعلى وابن خزيمة وابن حبان في صحيحيهما (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحدیث ۱۶۳۲، الترغيب في تعجيل الفطر وتأخير السحور)
وقال الهيثمي: رواه ابو يعلى، والبزار، والطبرانی في الاوسط، ورجال ابى يعلى رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۴۸۸۳، ج ۳ ص ۱۵۵، باب تعجيل الافطار وتأخير السحور)
وقال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية ابن حبان)

كَانَ لَا يُصَلِّي الْمَغْرِبَ حَتَّى يُفْطِرَ وَلَوْ عَلَى شَرْبَةِ مِنْ مَاءٍ (مستدرک حاکم) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرنے سے پہلے مغرب کی نماز نہیں پڑھا کرتے تھے، اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ پر ہی افطار کیوں نہ کر لیتے (حاکم، ابن خزیمہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا كَانَ صَائِمًا لَمْ يُصَلِّ حَتَّى نَأْتِيَهُ بِرُطْبٍ وَمَاءٍ، فَيَأْكُلُ وَيَشْرَبُ إِذَا كَانَ الصَّيْفُ الرُّطْبُ، وَإِذَا كَانَ الشِّتَاءُ لَمْ يُصَلِّ حَتَّى نَأْتِيَهُ بِتَمْرٍ وَمَاءٍ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۳۸۶۱، صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث ۲۰۶۵) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ سے ہوتے تو اس وقت تک نماز نہ پڑھتے، جب تک کہ ہم آپ کے پاس تر کھجوریں اور پانی نہ لے آتے، پس آپ کھاتے، اور پیتے، جبکہ گرمی ہوتی، اور جب سردی ہوتی تو آپ اس وقت تک نماز نہ پڑھتے، جب تک کہ ہم آپ کے پاس چھوارے اور پانی نہ لے آتے (طبرانی، ابن خزیمہ)

حضرت ابو رجاء سے روایت ہے کہ:

۱۔ رقم الحديث ۱۵۷۷، ج ۱ ص ۵۹۷، كتاب الصوم، صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث ۲۰۶۳. قال الألبانی: حديث صحيح وإسناده ضعيف القاسم بن غصن ضعفه الجمهور لكن رواه ابن حبان من طريق آخر عن أنس وسنده صحيح (تعليق ابن خزيمة، تحت رقم الحديث ۲۰۶۳) ۲۔ قال الهيثمي: رواه الطبرانی في الأوسط، وفيه من لم أعرفه (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۳۸۸۷)

وقال الألبانی: إسناده ضعيف... لكن يبدو أن الحديث صحيح فإنه من الطريق الآتية رجاله ثقات رجال الشيخين غير محمد بن محرز وعله التميمي جار أحمد بن حنبل قال الدارقطني: سمع عيسى بن يزيد بن دأب سمع منه عبد الله أحمد بن حنبل كما في تاريخ بغداد ۲/۳ ۲۸۷ ولم يذكر فيه جرحاً ولا تعديلاً (حاشية صحيح ابن خزيمة)

كُنْتُ أَشْهَدُ ابْنَ عَبَّاسٍ عِنْدَ الْفِطْرِ فِي رَمَضَانَ، فَكَانَ يُوَضِّعُ طَعَامَهُ،
ثُمَّ يَأْمُرُ مُرَاقِبًا يُرَاقِبُ الشَّمْسَ، فَإِذَا قَالَ: وَجَبَتْ قَالَ: كُلُوا قَالَ: ثُمَّ
كُنَّا نَفْطِرُ قَبْلَ الصَّلَاةِ (مصنف عبدالرزاق) ۱

ترجمہ: میں رمضان میں افطار کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس
حاضر ہوتا تھا، تو آپ کا کھانا لگایا جاتا تھا، پھر آپ دیکھنے والے کو حکم دیتے تھے
کہ وہ سورج کو دیکھے (کہ غروب ہو چکا ہے یا نہیں) پھر جب وہ کہتا تھا کہ سورج
غروب ہو گیا ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کھاؤ، حضرت
ابورجاء کہتے ہیں کہ ہم نماز سے پہلے افطار کیا کرتے تھے (عبدالرزاق)

مذکورہ احادیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے کئی صحابہ کرام کا عمل مغرب کی نماز سے
پہلے افطار فرمانے کا ثابت ہوا، اگر روزہ نہ ہو، لیکن بھوک لگی ہو، اور نماز کا وقت ہو، اس کو بھی
یہ حکم شامل ہے، اور دیگر احادیث کے مطابق ہے، لہذا اسی کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔
البتہ اگر کوئی اتفاق سے یا کسی عذر و مجبوری سے مغرب کی نماز کے بعد افطار کرے، تو تب بھی
کوئی گناہ نہیں اور اس سے روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ۲

۱ رقم الحدیث ۷۵۹۷، کتاب الصیام، باب تعجیل الفطر.

۲ حدثنا عبد الأعلى، عن معمر، عن الزهري، عن حميد بن عبد الرحمن؛ أن عمر
وعثمان كانا يصليان المغرب إذا رآيا الليل، وكانا يفطران قبل أن يصليا (مصنف ابن أبي
شيبه، رقم الحدیث ۹۸۸۵، باب من كان يحب أن يفطر قبل أن يصلی)
عن حميد بن عبد الرحمن بن عوف أنه أخبره: أن عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان
كانا يصليان المغرب حين ينظران الليل الأسود قبل أن يفطروا ثم يفطران بعد الصلاة
في رمضان.

قال محمد: وهذا كله واسع فمن شاء أفطر قبل الصلاة ومن شاء أفطر بعدها وكل
ذلك لا بأس به (موطأ رواية محمد بن الحسن، رقم الرواية ۳۶۲، ابواب الصیام،
باب تعجیل الإفطار، مسند الشاميين للطبرانی، رقم الحدیث ۳۰۷۰)

(وعن أنس قال: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يفطر أي في صيامه (قبل أن يصلی) أي
المغرب، وفيه إشارة إلى كمال المبالغة في استحباب تعجیل الفطر، وأما ما صح أن عمر وعثمان -

پھر افطار کی حقیقت روزہ کی پابندی ختم ہونے کی ہے، جس میں کھجور کا کھالینا، پانی کا پی لینا یا کسی اور چیز کا کھالینا سب داخل ہے۔ ۱۔

اور یہ سمجھنا درست نہیں کہ احادیث سے نماز سے پہلے صرف کھجور یا پانی سے ہلکا پھلکا افطار کرنا تو ثابت ہے، لیکن مزید کچھ کھانا پینا ثابت نہیں، اس لئے نماز سے پہلے مزید کھانا پینا خلاف سنت ہے، کیونکہ متعدد احادیث میں نماز سے پہلے کھانا کھانے کا صراحتاً بھی ذکر آیا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

رضی اللہ عنہما - کانا برمضان یصلیان المغرب حین یظنران إلى اللیل الأسود ثم یفطران بعد الصلاة فهو لیان جواز التأخیر لتلا یظن وجوب التعجیل، ویمكن أن یکون وجهه أنه - صلی اللہ علیہ وسلم - کان یفطر فی بیتہ ثم ینخرج إلى صلاة المغرب، وأنهما کانا فی المسجد ولم یکن عندهما تمر ولا ماء، أو کانا غیر معتکفین، ورأیا الأکل والشرب لغیر المعتکف مکروہین، لکن إطلاق الأحادیث ظاہر فی استثناء حال الإفطار، واللہ أعلم (مرواة المفاتیح، ج ۳ ص ۱۳۸۵، کتاب الصوم، باب فی مسائل متفرقة، الفصل الثانی)

وتعجیل الإفطار افضل فیستحب ان یفطر قبل الصلاة (الفتاویٰ الہندیة، ج ۱ ص ۲۰۰، کتاب الصوم، الباب الثالث)

ویستحب الإفطار قبل الصلاة (حاشیة الطحطاوی علی المراقی، ص ۶۸۳، کتاب الصوم، فصل فیما یکره للصائم)

۱۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے کھجور کھالینے کو بھی افطار کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے، جس سے ظاہر ہے کہ حقیقی افطار مراد نہیں، بلکہ مطلق کھانا مراد ہے، بلکہ بعض روایات میں روزہ دار کے غروب کے بعد حق زوجیت ادا کر لینے کو بھی افطار سے تعبیر کیا گیا ہے۔

عن أنس بن مالک، أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یفطر علی تمرات یوم الفطر قبل أن ینخرج إلى المصلی: هذا حدیث حسن غریب صحیح (سنن الترمذی، رقم

الحدیث ۵۴۳، باب فی الأکل یوم الفطر قبل الخروج)

عن أنس بن مالک قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفطر علی تمرات ثم

یغدو (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۲۸۱۳)

قال شعیب الارنؤوط: رجاله ثقات (حاشیة ابن حبان)

عن محمد بن سیرین، قال: ربما أفطر ابن عمر علی الجماع (المعجم الکبیر للطبرانی،

رقم الحدیث ۱۳۰۸۰)

قال الہیثمی: رواه الطبرانی فی الکبیر، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث

۴۸۹۰، باب علی شیء یفطر)

رمضان میں افطار کی وجہ سے مغرب کی نماز تاخیر سے پڑھنا

جس طرح روزہ افطار کرنے کا وقت سورج غروب ہونے پر ہو جاتا ہے، اسی طرح مغرب کی نماز کا وقت بھی سورج کے غروب ہونے پر شروع ہو جاتا ہے۔

اور احادیث میں عام حالات میں مغرب کی نماز کو جلد از جلد ادا کرنے کی ترغیب آئی ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مغرب کی نماز غروب ہونے کے بعد بلاتا خیر اور بالخصوص زمین پر اندھیرا چھا جانے اور ستاروں کے طلوع و ظہور سے پہلے ادا کرنے کی ترغیب و فضیلت ثابت ہے۔

اور تاروں کے خوب چٹکنے اور چمکنے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھ لینے میں خیر بتلائی گئی ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ ۱

لیکن رمضان المبارک میں چونکہ مغرب کی نماز اور روزہ افطار کرنے کا وقت ایک ساتھ شروع ہوتا ہے، اور افطار کے وقت کھانے کی طرف رغبت و طلب ہوتی ہے، اور افطار کئے بغیر نماز پڑھنے کی صورت میں عموماً نماز کا خشوع کمزور یا فوت ہو جاتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افطار کے بعد نماز کا ثبوت ملتا ہے، اس لئے زیادہ مناسب طریقہ یہی ہے۔

کئی احادیث سے نماز سے پہلے افطار کرنے اور کھانا کھانے بالخصوص بھوک لگنے اور کھانا تیار ہونے کی صورت میں پہلے کھانے سے فراغت کا حکم ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أُفِيْمَتِ الصَّلَاةُ
وَأَحَدُكُمْ صَائِمٌ فَلْيَبْدَأْ بِالْعِشَاءِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعْجَلُوا عَنْ

۱۔ واجمع كل من نحفظ عنه من أهل العلم على أن التعجيل بصلاة المغرب
أفضل وكذلك نقول (الأوسط لابن المنذر، تحت رقم الحديث ۱۰۳۱، كتاب
المواقيت)

عَشَائِكُمْ (صحیح ابن حبان) ۱
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کھڑی کر دی جائے، اور تم میں سے کوئی روزہ سے ہو، تو اُسے چاہئے کہ مغرب کی نماز سے پہلے کھانا کھالے، اور تم نماز کو اپنے کھانے سے پہلے نہ پڑھو (ابن حبان)
حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ أَحْيَانًا نَلْقَاهُ، وَهُوَ صَائِمٌ، فَيَقْدَمُ لَهُ الْعِشَاءُ، وَقَدْ نُوذِيَ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ، ثُمَّ تَقَامُ، وَهُوَ يَسْمَعُ - يَعْنِي الصَّلَاةَ - فَلَا يَتْرُكُ عِشَاءَهُ، وَلَا يَعْجَلُ حَتَّى يَقْضِيَ عِشَاءَهُ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي، وَيَقُولُ: إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: لَا تَعْجَلُوا عَنِ

۱ رقم الحدیث ۲۰۶۸، ج ۵، ص ۴۲۲، کتاب الصلاة، باب فرض الجماعة والاعذار التي تبيح تركها، ذكر البيان بأن التخلف عن إتيان الجماعات عند حضور العشاء إنما يجب ذلك إذا كان المرء صائماً أو تأقت نفسه إلى الطعام فأذته؛ المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۵۰۷۵.
قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح. العباس بن أبي طالب: هو العباس بن جعفر بن عبد الله، ثقة، ومن فوقه من رجال الصحيح (حاشية ابن حبان)

وقال الهيثمي: قلت: هو في الصحيح خلا قوله "وأحدكم صائم". رواه الطبراني في الأوسط ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۲۱۹۱، باب الأعدار في ترك الجماعة)

وقال الالبانی: وقال الطبرانی: "لم يقل في هذا الحديث": وأحدكم صائم فليبدأ بالعشاء قبل صلاة المغرب "إلا عمرو بن الحارث، تفرد به موسى بن أعين". قلت: كلاهما ثقة من رجال الشيخين، فلا يضر تفردهما، لا سيما والذين شاركوهم في رواية أصل الحديث قد رووه بألفاظ متقاربة، يزيد بعضهم على بعض في "الصحيحين" وغيرهما، وأقربهم ابن وهب قال: أخبرني عمرو عن ابن شهاب بما منه نحوه؛ إلا أنه لم يقل "وأحدكم صائم". أخرجه مسلم ۷۲/۲. وتابعه أيضاً بكر بن مضر عن عمرو بن الحارث به. أخرجه أبو عوانة ۱۶/۲. وتابع عمراً: عقيل عن ابن شهاب به نحوه. أخرجه البخاري ۶۷۲. يضاف إلى ما سبق أن هذه الزيادة: "وأحدكم صائم" لا تنافي الروايات الأخرى، لأنها ياطلقها وشمولها تشمل الصائم وغيره؛ كما هو ظاهر، بل الصائم هو أولى بهذه الرخص من غير الصائم، كما هو ظاهر. والله أعلم (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحدیث ۳۹۶۳)

عَشَائِكُمْ إِذَا قَدِمَ إِلَيْكُمْ (مصنف عبدالرزاق) ۱

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بعض اوقات روزہ کی حالت میں ملاقات کرتے تھے، پھر آپ کے لئے (افطار کے وقت) شام کا کھانا پیش کیا جاتا تھا، اور مغرب کی نماز کی اذان ہو چکتی تھی، پھر وہ کھڑی بھی ہو جاتی تھی، اور آپ نماز کی آواز سن رہے ہوتے تھے، مگر آپ اپنا کھانا نہیں چھوڑتے تھے، اور نماز کے لئے جلدی نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ کھانا نہ کھالیں، پھر تشریف لے جا کر نماز پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے سامنے جب شام کا کھانا پیش کر دیا جائے تو تم (نماز کے لئے) جلدی نہ کرو (عبدالرزاق)

ان احادیث کا مضمون ان احادیث کے مطابق ہے، جن میں بھوک لگنے کی حالت میں کھانا تیار ہونے کی صورت میں پہلے کھانے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ روزہ افطار کرنے کے وقت بھی عموماً بھوک لگی ہوئی ہوتی ہے، اور کھانے کی طلب ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَدِمَ الْعِشَاءُ فَأَبْدءُ وَابِه

قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعَجَلُوا عَنْ عَشَائِكُمْ (بخاری) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کھانا پیش کر دیا جائے، تو تم مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے کھانا کھا لو، اور کھانے سے پہلے تم نماز میں جلدی نہ کرو (بخاری)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

۱ رقم الحدیث ۲۱۸۹، کتاب الصلاة، باب اذا قرب العشاء ونودی بالصلاة، الاوسط لابن المنذر، رقم الحدیث ۱۹۱۲.

۲ رقم الحدیث ۶۷۷، کتاب الاذان، باب: اذا حضر الطعام وأقيمت الصلاة.

عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْعِشَاءُ وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَبْدُءُ وَابِالْعِشَاءِ (بخاری) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شام کا کھانا تیار ہو جائے، اور نماز کھڑی کر دی جائے، تو تم پہلے کھانا کھا لو (بخاری)
حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَالْعِشَاءُ فَأَبْدُءُ وَابِالْعِشَاءِ (مسند احمد رقم الحديث ۱۶۵۲۱) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز تیار ہو اور کھانا بھی تیار ہو، تو تم پہلے کھانا کھاؤ (مسند احمد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَبْدُءُ وَابِالْعِشَاءِ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۳

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کھانا تیار ہو اور نماز بھی تیار ہو، تو تم پہلے کھانا کھاؤ (ابن ابی شیبہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يُصَلِّي بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ، وَلَا وَهُوَ يُدْفِعُهُ الْأَخْبَثَانِ (ابوداؤد) ۴

۱ رقم الحديث ۶۷۱، كتاب الاذان، باب: إذا حضر الطعام وأقيمت الصلاة.

۲ قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف لضعف أيوب بن غتبة: وهو اليمامي، وبقية رجاله ثقات رجال الصحيح (حاشية مسند احمد)

۳ رقم الحديث ۷۹۹، كتاب الصلاة، باب الصلاة والعشاء يحضران بأيهما يبدأ.

۴ رقم الحديث ۸۹، كتاب الطهارة، باب يصلي الرجل وهو حاقن؟

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، رجاله ثقات (حاشية سنن ابی داؤد)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کھانا حاضر ہو جائے، تو نماز نہ پڑھی جائے، اور نہ اس حال میں کہ وہ پیشاب پاخانہ کے تقاضے کو دہا رہا ہو (ابوداؤد)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ:

إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ، وَلَا هُوَ يُدْفَعُ إِلَّا خُبْتَانٍ (مسلم) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کھانا حاضر ہونے پر نماز نہیں ہے، اور نہ اس حال میں کہ وہ پیشاب پاخانہ کے تقاضے کو دہا رہا ہو (صحیح مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدِءْ وَابِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوَضِعُ لَهُ الطَّعَامَ وَتُقَامُ الصَّلَاةُ فَلَا يَأْتِيهَا حَتَّى يَفْرُغَ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ (بخاری) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے لیے شام کا کھانا رکھ دیا جائے، اور نماز کھڑی ہو جائے، تو تم پہلے کھانا کھاؤ، اور کھانے سے فارغ ہونے سے قبل نماز کی جلدی نہ کرو، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا کھانا لگا دیا جاتا تھا، اور نماز کھڑی ہو جاتی تھی، لیکن وہ کھانے سے فراغت سے قبل نماز کے لیے نہیں آتے تھے، دراصل حالیکہ وہ امام کی قرائت کو سن رہے ہوتے تھے (بخاری)

حضرت ابوالملیح سے روایت ہے کہ:

۱۔ رقم الحدیث ۵۶۰، ۶۷۰ "كتاب الصلاة، باب لا صلاة بحضرة طعام ولا وهو يدافعه الأخبثان.
۲۔ رقم الحدیث ۶۷۳، كتاب الاذان، باب: إذا حضر الطعام وأقيمت الصلاة.

كُنَّا مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَقَدْ خَرَجَ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَتَلَّقَى بِقِصْعَةٍ فِيهَا تَرِيدٌ وَلَحْمٌ ، فَقَالَ : اجْلِسُوا فَكُلُوا فَإِنَّمَا صُنِعَ الطَّعَامُ لِيُؤْكَلَ ، فَأَكَلَ ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَغَسَلَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ وَمَضْمَضَ وَصَلَّى (مصنف ابن ابی شیبہ) ۱

ترجمہ: ہم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، اور آپ مغرب کی نماز کے لیے نکل چکے تھے، اور مؤذن نے اذان دے دی تھی، تو آپ کو ایک پیالہ میں ترید اور گوشت پیش کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ کھاؤ، پس کھانے کو اس لیے تیار کیا گیا ہے، تاکہ اسے کھایا جائے، پھر وہ کھانا کھایا، پھر پانی منگایا، اور اپنی انگلیوں کے کناروں کو دھویا، اور رکلی کی، اور نماز پڑھی (ابن ابی شیبہ)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مِنْ فِقْهِ الْمَرْءِ إِقْبَالُهُ عَلَى حَاجَتِهِ حَتَّى يُقْبَلَ عَلَى صَلَاتِهِ وَقَلْبُهُ فَارِغٌ (بخاری فی ترجمۃ الباب) ۲

ترجمہ: آدمی کے فقہ (و سمجھداری) کی نشانی میں سے یہ بات ہے کہ وہ اپنی (کھانے پینے وغیرہ کی) حاجت کی طرف متوجہ ہو، اپنی نماز کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے، تاکہ اس کا دل (نماز اور اس کے خشوع کے لئے) فارغ ہو (بخاری، الزہد)

مطلب یہ ہے کہ کھانے وغیرہ کی ضرورت سے فارغ ہو کر اس حال میں نماز پڑھنا کہ دل کھانے کی طرف متوجہ نہ ہو، یہ آدمی کے تفقہ اور سمجھدار ہونے کی نشانی ہے۔

۱ رقم الحدیث ۸۰۰۴، کتاب الصلاة، باب الصلاة والعشاء يحضرن بأيهما يبدأ.

۲ ج ۱ ص ۱۳۵، کتاب الاذان، باب إذا حضر الطعام وأقيمت الصلاة، الزهد والرقائق لابن المبارك، رقم الحدیث ۱۱۴۲، ج ۱ ص ۲۰۱، باب فضل ذکر الله عزوجل، تعظیم قدر الصلاة لمحمد بن نصر المروزی رقم الحدیث ۱۲۰.

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھوک لگی ہوئی ہو، اور کھانا تیار ہو، تو نماز میں صحیح خشوع حاصل نہیں ہوتا، اس لئے ایسی صورت میں کھانے کے تقاضے سے فارغ ہو کر نماز پڑھنے کو نفع اور سمجھداری کی علامت بتلایا گیا۔ ۱

مذکورہ اور اس جیسی احادیث و روایات کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ جب بھوک لگی ہو، اور کھانا تیار ہو، اور کھانے سے فراغت پا کر بھی نماز قضاء نہ ہوتی ہو، تو پہلے کھانے سے فراغت پالینا بہتر اور ایسی حالت میں نماز میں مشغولی مکروہ ہے، بلکہ ایسی صورت میں جماعت کی نماز ترک کرنے کی بھی گنجائش ہے۔ ۲

۱ وقال الفاكهاني ينبغي حملة على العموم نظرا إلى العلة وهي التشويش المفضى إلى ترك الخشوع وذكر المغرب لا يقتضى حصرا فيها لأن الجائع غير الصائم قد يكون أشوق إلى الأكل من الصائم انتهى وحملة على العموم إنما هو بالنظر إلى المعنى إلحاقا للجائع بالصائم وللغداء بالعشاء لا بالنظر إلى اللفظ الوارد (فتح الباری لابن حجر، ج ۲ ص ۱۶۰، قوله باب إذا حضر الطعام وأقيمت الصلاة) (إذا أقيمت الصلاة وحضر العشاء) كسواء ما يؤكل عند العشاء والمراد بحضوره وضعه بين يدي الأكل أو قرب حضوره لديه وقد تافت نفسه له (فابدؤوا) ندبا (بالعشاء) إن اتسع الوقت فيأكل لقيمات يكسر بها حدة الجوع على وجه لكن الأصح يأكل حاجته وذلك لما في تركه من فوت الخشوع أو كماله (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۳۷۳)

۲ وألحق الشافعية والحنابلة بذلك من تافت نفسه إلى طعام أو شراب، لأنه في معناه. قالوا: فيبدأ بالخلاء ليزيل ما يداغفه من بول أو غائط أو ريح، ويبدأ -أيضا- بما تاق إليه من طعام أو شراب، ولو فاتته الجماعة، لما روى البخارى: كان ابن عمر يوضع له الطعام، وتقام الصلاة، فلا يأتيها حتى يفرغ، وإنه ليسمع قراءة الإمام. إلا إذا ضاق الوقت فلا تكره الصلاة على هذه الحال، بل يجب فعلها قبل خروج وقتها في جميع الأحوال (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۱۱۰، مادة "صلاة")

والعمل على هذا عند أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، منهم: أبو بكر، وعمر، وابن عمر: أنه يبدأ بالعشاء وإن فاتته الجماعة، وكان ابن عمر يوضع له الطعام، وتقام الصلاة، فلا يأتيها حتى يفرغ، وإنه ليسمع قراءة الإمام (شرح السنه للبخارى، ج ۳ ص ۳۵۵، تحت رقم الحديث ۸۰۰، كتاب الصلاة، باب البدء بالطعام إذا حضر وإن أقيمت الصلاة)

وكذا إذا حضر العشاء وأقيمت صلاة العشاء ونفسه تتوق إليه وكذا إذا حضر الطعام في غير وقت العشاء ونفسه تتوق إليه (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۱، ص ۳۶۷، كتاب الطهارة، صفة الإمامة في الصلاة)

أما لو حضر الطعام وخاف ذهاب لذته لو اشتغل بالسنة العبدية فإنه يتناول ثم يصلبها لأن ذلك عذر

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اگر رمضان کے مہینے میں اذان کے بعد کچھ تاخیر سے نماز پڑھی جائے، اور کچھ تاخیر سے جماعت کھڑی کی جائے، تاکہ اعتدال کے ساتھ افطار کر کے لوگ نماز و جماعت میں شریک ہو سکیں، اور خشوع کے ساتھ نماز ادا کر سکیں، تو اس میں نہ صرف یہ کہ کوئی حرج نہیں، بلکہ اس کی فضیلت زیادہ ہے۔

مغرب کی نماز کا مستحب و افضل وقت

احادیث و روایات میں مغرب کی نماز کو جلدی پڑھنے اور خاص طور پر، ستاروں کے ظہور و طلوع سے پہلے پہلے پڑھ لینے کی ترغیب آئی ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عام حالات میں معمول بھی مغرب کی نماز اتنی جلدی پڑھنے کا تھا کہ نماز سے فارغ ہو کر زمین پر روشنی موجود ہوا کرتی تھی۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كُنَّا نَصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ

بِالْحِجَابِ (بخاری، رقم الحدیث ۵۶۱، کتاب مواقیب الصلاة، باب وقت المغرب)

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے تھے،

جب سورج پردے میں غائب (یعنی غروب) ہو جاتا تھا (بخاری)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

فی ترک الجماعة، ففي تأخير السنة أولى إلا إذا خاف فوتها بخروج الوقت فإنه يصلها ثم يأكل، هذا ما ظهر لي (رد المحتار على الدر المختار، ج ۲، ص ۲۰، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل) ویکره الشروع فيها بحضرة طعام يميل طبعه إليه، لقوله صلى الله عليه وسلم لا صلاة بحضرة الطعام، ولا هو يدافعه الأخيثران. رواه مسلم. وأما ما في أبي داود: ولا تؤخر الصلاة لطعام ولا لغيره. فمحمول على تأخيرها عن وقتها لصريح قوله عليه الصلاة والسلام: إذا وضع عشاء أحدكم، وأقيمت الصلاة، فابدؤا بالعشاء ولا يعجل حتى يفرغ عنه. رواه الشيخان، وفي رواية: إذا قدم العشاء فابدؤا به قبل أن تصلوا صلاة المغرب، ولا تعجلوا عن عشاءكم (شرح النفاية، لعلي بن سلطان محمد القاري، ج ۱، ص ۳۶۲، فصل في مكروهات الصلاة)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ
الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ (مسلم) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے تھے، جب
سورج غروب ہو جاتا تھا، اور پردے میں (یعنی اُفق کے نیچے) چھپ جاتا
تھا (مسلم)

اور ایک روایت میں پوری وضاحت اس طرح سے آئی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ سَاعَةَ تَغْرُبُ
الشَّمْسُ إِذَا غَابَ حَاجِبُهَا (سنن ابی داؤد) ۲

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز سورج غروب ہو جانے کے وقت
پڑھا کرتے تھے، جبکہ سورج کا کنارہ غائب ہو جاتا تھا (ابوداؤد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد
جلدی پڑھا کرتے تھے۔

اس قسم کی اور بھی متعدد احادیث ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت
اور معمول سورج غروب ہونے کے بعد بلا تاخیر جلدی نماز پڑھنے کا تھا۔ ۳

۱۔ رقم الحدیث ۶۳۶، ۲۱۶ کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب بیان أن أول وقت
المغرب عند غروب الشمس.

۲۔ رقم الحدیث ۴۱۷، کتاب الصلاة، باب فی وقت المغرب، مسند احمد، رقم الحدیث
۱۶۵۳۲.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية سنن ابی داؤد)
وقال ايضاً: إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)
۳۔ قلت: قوله "توارت" یعنی: توارت الشمس، أي: غربت، كنى من غير تصريح
اعتماداً على أفهام السامعين، قال الله سبحانه وتعالى: حتى توارت بالحجاب (شرح السنة للبغوی
ج ۲ ص ۲۱۵، کتاب الصلاة، باب تعجيل المغرب)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا
وَأِنَّهُ لَيُنْصَرُ مَوَاقِعَ نَبَلِهِ (بخاری) ۱
ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مسجدِ نبوی میں) مغرب کی نماز پڑھتے
تھے، پھر ہم میں سے کوئی لوٹ کر جاتا، تو وہ اپنے تیر کے گرنے کی جگہوں کو دیکھ لیتا
تھا (بخاری، مسلم)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام سے مروی ہے کہ:

أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ
يَرْجِعُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَرْمُونَ وَيَنْصَرُونَ مَوَاقِعَ
سِهَامِهِمْ (سنن النسائي، رقم الحديث ۵۲۰، كتاب المواقيت، باب تعجيل المغرب)
ترجمہ: وہ لوگ، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے
اور پھر مدینہ کے کنارے اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے تھے، تو وہ تیر پھینکتے
اور تیروں کے گرنے کی جگہوں کو دیکھ لیا کرتے تھے (نسائی)

بعض انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وهذا كله يدل على المبادرة بها عند غروب الشمس. وقال ابن خواز بن داذ: إن الأمصار كلها
بأسرها لم يزل المسلمون على تعجيل المغرب فيها، ولا نعلم أحداً آخر إقامتها في مسجد جماعة
عن غروب الشمس، وفي هذا ما يكفي مع العمل بالمدينة على تعجيلها (شرح صحيح بخاری لابن
البطل، ج ۲ ص ۱۸۷، كتاب مواقيت الصلاة، باب وقت المغرب)

وقد تواترت الآثار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه كان يصلي المغرب إذا تواترت الشمس
بالحجاب (شرح معاني الآثار، ج ۱ ص ۱۵۳، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة)

۱ رقم الحديث ۵۵۹، كتاب مواقيت الصلاة، باب وقت المغرب، مسلم، رقم الحديث

يَنْطَلِقُونَ يَتَرَامُونَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِمْ مَوَاقِعُ سِهَامِهِمْ ، حَتَّى يَأْتُونَ
دِيَارَهُمْ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ (مسند احمد) ۱

ترجمہ: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے، پھر نماز کے بعد جا کر تیر اندازی کرتے تھے، اور ان پر ان کے تیروں کے گرنے کی جگہ مخفی نہیں ہوتی تھی (بلکہ نظر آ رہی ہوتی تھی) یہاں تک کہ وہ مدینہ کے آخری حصہ میں اپنے گھروں کو پہنچتے تھے (مسند احمد)

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ نَأْتِي بَنِي
سَلَمَةَ، وَنَحْنُ نُبْصِرُ مَوَاقِعَ النَّبْلِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۰۹۶) ۲

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مسجد نبوی میں) مغرب کی نماز پڑھتے تھے، پھر ہم بنی سلمہ (محلہ) میں آتے تھے، اور ہم تیر گرنے کی جگہوں کو دیکھ لیا کرتے تھے (مسند احمد)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

كُنَّا نَصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ نَرْجِعُ إِلَى
مَنَازِلِنَا، وَهِيَ مَيْلٌ، وَأَنَا أُبْصِرُ مَوَاقِعَ النَّبْلِ (مسند احمد، رقم

الحديث ۱۴۹۷۱) ۳

۱ رقم الحديث ۱۶۴۱۶، ورقم الحديث ۱۶۴۱۵.

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف لجهالة حال علي بن بلال الليثي (حاشية مسند احمد)

۲ قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير القعقاع بن حكيم (حاشية مسند احمد)

۳ قال الهيثمي: رواه أحمد والبخاري وأبو يعلى عن عبد الله بن محمد بن عقيب وهو مختلف في الاحتجاج به وقد وثقه الترمذی واحتج به أحمد وغيره (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۱۰)

وقال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن، عبد الله بن محمد بن عقيب يعتبر به في المتابعات والشواهد، فيحسن حديثه، ومن دونه ثقات من رجال الشيخين (حاشية مسند احمد)

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مسجد نبوی میں) مغرب کی نماز پڑھتے تھے، پھر اپنے گھروں کو لوٹتے تھے، جو کہ ایک میل کے فاصلے پر تھے، اور میں تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ لیا کرتا تھا (مسند احمد)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ وَيُصَلِّي مَعَهُ رِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ وَهُمْ يُبْصِرُونَ مَوَاقِعَ النَّبْلِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۱۵، ج ۱۹ ص ۶۲) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز پڑھتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنی سلمہ کے لوگ نماز پڑھتے تھے، اور وہ (اپنے یہاں لوٹ کر) تیر کے نشانوں کو دیکھ لیا کرتے تھے (طبرانی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں موجودہ مصنوعی روشنیوں کا وجود نہیں تھا۔

اور اس زمانہ میں مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر ایسی روشنی کا موجود ہونا کہ جس میں تیروں کے گرنے اور لگنے کی جگہ نظر آ رہی ہو، یہ اسی وقت ممکن ہے، جبکہ مغرب کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد جلد ادا کی جائے۔ ۲

۱۔ قال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الكبير وقال هکذا رواه یونس عن ابن شهاب عن ابن کعب اخبرنی رجل، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۱۱، تحت رقم الحديث ۱۷۳۳) ۲۔ اس سے بعض اہل تشیع کے اس نظریہ کی بھی تردید ہوگئی کہ مغرب کی نماز تاخیر سے پڑھنی چاہئے۔

(قال: کنا نصلي المغرب مع رسول الله صلى الله عليه وسلم): أي: جماعة (فينصرف أحدنا): أي: من الصلاة (وإنه): أي: والحال أن أحدنا (ليبصرو): أي: بعد الانصراف (مواقع نبله): بفتح النون وسكون الموحدة أي: مساقط سهمه. قال الطيبي: یعنی يصلي المغرب في أول الوقت بحيث لو رمى سهم يرى أين سقط. قلت: ولا خلاف في استحباب تعجيل المغرب عند الفقهاء (مرقاة المفاتيح، ج ۲ ص ۵۲۹، كتاب الصلاة، باب تعجيل الصلوات) ومقتضاه المبادرة بالمغرب في أول وقتها بحيث أن الفراغ منها يقع والضوء باق (فتح الباری لابن حجر، ج ۲ ص ۲۱، كتاب مواقيت الصلاة، باب وقت المغرب)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ذکورہ احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ عام حالات و اوقات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے مغرب کی نماز پڑھ لینے کے بعد بھی زمین پر اتنی روشنی موجود ہوتی تھی کہ زمین پر تیروں کے گرنے کے نشانات دیکھے جاسکتے تھے۔

حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ : صَلُّوا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ مَعَ سُقُوطِ الشَّمْسِ بَادِرُوا بِهَا طُلُوعَ النَّجْمِ (المعجم الكبير

للطبرانی ، رقم الحديث ۴۰۵۸) ل

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ومعنى الحديث أنه يبكر بالمغرب في أول وقتها بمجرد غروب الشمس حتى ينصرف أحدنا ويرمى النبل عن قوسه ويصير موقعه لبقاء الضوء ذكر ما استفاد منه دل الحديث المذكور على أنه صلى المغرب عند غروب الشمس ويادر بها بحيث إنه لما فرغ منها كان الضوء باقيا وهو مذهب الجمهور (عمدة القارى للعيني ، ج ۵ ص ۵۵ ، كتاب مواقيت الصلاة ، باب وقت المغرب) معناه : أنه يبكر بها في أول وقتها بمجرد غروب الشمس ، حتى ننصرف ويرمى أحدنا النبل عن قوسه ويصير لبقاء الضوء . وفى هذين الحديثين أن المغرب تعجل عقب غروب الشمس وهذا مجمع عليه . وقد حكى عن الشيعة فيه شيء لا التفات إليه ولا أصل له . وأما الأحاديث السابقة فى تأخير المغرب إلى قريب سقوط الشفق فكانت لبيان جواز التأخير ، كما سبق إيضاحه ؛ فإنها كانت جواب سائل عن الوقت ، وهذان الحديثان إخبار عن عادة رسول الله صلى الله عليه وسلم المتكررة التى واطب عليها إلا لعذر فالاعتماد عليها . والله أعلم (شرح النووى على مسلم ، ج ۵ ص ۱۳۶ ، كتاب المساجد ومواضع الصلاة ، باب بيان ان اول وقت المغرب عند غروب الشمس)

ل قال الهيثمى: رواه أحمد عن يزيد بن أبى حبيب عن رجل عن أبى أيوب ، وبقية رجاله ثقات . ورواه الطبرانى عن يزيد بن أبى حبيب عن أسلم أبى عمران عن أبى أيوب ورجاله مؤثقون (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۱۰ تحت رقم الحديث ۱۷۳۱)

وقال الالبانى: رواه الطبرانى (رقم ۴۰۵۸ - ۴۰۵۹) من طريقين عن يزيد بن أبى حبيب حدثنى أسلم أبو عمران أنه سمع أبا أيوب عن النبى صلى الله عليه وسلم مرفوعا .

قلت : وهذا إسناد صحيح رجاله ثقات (سلسلة الاحاديث الصحيحة ، تحت رقم الحديث ۱۹۱۵) وقال المناوى: (صلاوة المغرب مع سقوط الشمس) أى عقب تمام غروب القرص (بادروا) بها (طلوع النجم) أى ظهوره للنناظرين لضيق وقتها (طب عن أبى أيوب) الأنصارى بإسناد صحيح أو حسن (التيسير بشرح الجامع الصغير ، ج ۲ ص ۹۲ ، حرف الصاد)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا کہ تم مغرب کی نماز سورج غروب ہونے کے ساتھ ہی پڑھو، مغرب کی نماز میں جلدی کرو، تارے نظر آنے سے پہلے پہلے (طبرانی)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلُّوا الْمَغْرِبَ لِفَطْرِ الصَّائِمِ،
وَبَادِرُوا طُلُوعَ النُّجُومِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۵۸۰) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغرب کی نماز، روزہ دار کے افطار کرنے کے وقت پڑھو، اور ستاروں کے نظر آنے سے پہلے پہلے جلدی کرو (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ مغرب کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد بلا تاخیر پڑھنا سنت و مستحب ہے، اور طلوعِ نجم سے پہلے نمازِ مغرب کی مبادرت کا حکم استحبابی درجہ کا ہے۔ ۲
روزہ دار سورج غروب ہونے کے بعد بلا تاخیر افطار کیا کرتا ہے، لہذا اس وقت مغرب کی نماز پڑھنے سے مراد یہی ہے کہ مغرب کی نماز بھی غروب یا اذان کے بعد بلا تاخیر پڑھنی چاہئے۔
فقہائے کرام نے فرمایا کہ عام حالات میں افضل یہ ہے کہ سورج غروب ہونے کے فوراً بعد

۱ قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح غير الرجل المبهم الذي يروى عن أبي أيوب، وهو أسلم بن يزيد أبو عمران كما جاء مسمى فيما سلف برقم (۲۳۵۲۱) وهو ثقة من رجال "السنن". "ابن أبي ذئب: هو محمد بن عبد الرحمن بن المغيرة بن الحارث بن أبي ذئب القرشي.

وأخرجه الطيالسي (۶۰۰) عن ابن أبي ذئب، بهذا الإسناد. بلفظ: كان رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يصلي المغرب فطر الصائم مبادرة طلوع النجم.

وأخرجه ابن أبي شيبة (۳۲۹/۱ - ۳۳۰) عن معاوية بن هشام، عن ابن أبي ذئب، عن أبي حبيبة! أنه بلغه عن أبي أيوب الأنصاري، فذكر الحديث.

وسلف برقم (۲۳۵۲۱) (حاشية مسند احمد)

۲ (بادروا) أي أسرعوا (بصلاة المغرب) أي بفعالها (قبل طلوع النجم) أي ظهور النجوم للناظرين فإن المبادرة بها مندوبة لضيق وقتها (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحدیث ۳۱۱۵)

مغرب کی اذان دی جائے، اور اذان کے بعد کی مسنون دعاء یا تین چھوٹی آیات پڑھنے کی مقدار کے بقدر وقفہ کر کے مغرب کی نماز کھڑی کی جائے۔

اور بعض فقہاء کے نزدیک مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان دونوں خطبوں کے درمیان کے مثل خفیف جلسہ کے بقدر فاصلہ مستحب ہے۔

اور اذان و اقامت کے درمیان دو رکعت پڑھنے کی مقدار کے برابر وقفہ کرنا افضل کے خلاف ہونے کے باوجود فی نفسہ جائز ہے، کیونکہ اس میں اگرچہ افضل درجہ کی کسی قدر خلاف ورزی پائی جاتی ہے، مگر کسی قسم کی کراہت و خرابی لازم نہیں آتی۔

اور اس سے زیادہ تاخیر کرنا بشرطیکہ تارے کثرت سے نہ چٹکنے اور چمکنے لگیں، اگرچہ کچھ ستارے ظاہر ہو جائیں، مکروہ تنزیہی ہے، کیونکہ اس میں احادیث میں مذکور جلدی کی ترغیب کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے۔ ۱

۱ (ذکر ما استفاد منه) فیہ جواز الصلاة بین کل أذانین یعنی بین الإقامة والأذان والحاصل أن الوصل بینہما مکروہ لأن المقصود بالأذان إعلام الناس بدخول الوقت لیتأهبوا للصلاة بالطهارة فیحضروا المسجد لإقامة الصلاة وبالوصل ینتفی هذا المقصود ثم اختلف أصحابنا فی حد الفصل فذكر التمر تاشی فی جامعہ أن المؤذن یقعد مقدار رکعتین أو أربع أو مقدار ما یفرغ الأکل من أكله والشارب من شربه والحاقن من قضاء حاجته وقیل مقدار ما یقرأ عشر آیات ثم یتوب ثم یقیم کذا فی المسجوبی وفي شرح الطحاوی یفصل بینہما مقدار رکعتین یقرأ فی کل رکعة نحو ما من عشر آیات وینتظر المؤذن للناس ویقیم للضعیف المستعجل ولا ینتظر رئیس المحلة وکبیرها .

وهذا کله إلا فی صلاة المغرب عند أبي حنيفة لأن تأخیرها مکروہ فیکتفی بأدنی الفصل وهو سکت یسکت قائما ساعة ثم یقیم (فإن قلت) ما مقدار السکتة عنده (قلت) قدر ما یتمکن فیہ من قراءة ثلاث آیات قصار أو آية طويلة وروی عن أبي حنيفة مقدار ما یخطو ثلاث خطوات (عمدة القاری للعینی، ج ۵ ص ۱۳۸، کتاب الاذان، باب الاذان قبل الفجر)

وفي المغرب یقوم مقدار ما یقرأ ثلاث آیات (بدائع الصنائع، ج ۱ ص ۱۵۰، کتاب الصلاة، فصل بیان سنن الاذان)

ثم عند أبي حنيفة مقدار السکتة ما یقرأ ثلاث آیات قصار أو آية طويلة، وروی عنه أنه قال : مقدار ما یخطو ثلاث خطوات (المحیط البرهانی، ج ۱ ص ۳۳۶، کتاب الصلاة، باب الاذان، نوع آخر فی الفصل بین الاذان والإقامة)

(قوله : ویجلس بینہما إلا فی المغرب) أی ویجلس المؤذن بین الأذان والإقامة علی وجه السنية

اس کے بعد عرض ہے کہ فلکی اعتبار سے سورج غروب ہونے کے بعد اس کے افق سے 6 ڈگری نیچے چلے جانے تک کی روشنی کو سول ٹیولائٹ (Civil Twilight) کہا جاتا ہے، اس روشنی میں شہری ماحول اور آبادی میں اشیاء کی تمیز کرنا، بلکہ تحریر اور اخبار کو پڑھنا ممکن ہوتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ سورج کے 6 ڈگری افق سے نیچے چلے جانے تک زمین پر غیر معمولی اندھیرا نہیں ہوتا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إلا في المغرب فلا يسن الجلوس بل السكوت مقدار ثلاث آيات قصار أو آية طويلة أو مقدار ثلاث خطوات وهذا عند أبي حنيفة (البحر الرائق، ج ۱، ۲۷۵، كتاب الصلاة، باب الاذان) (قرولہ بکروہ تنزیہاً) افاد ان المراد بالتعجيل ان لا يفصل بين الاذان والاقامة بغير جلسة او سكتة على الخلاف. وان ما في القنية من استثناء التأخير القليل محمول على ما دون الركعتين، وان الزائد على القليل الى اشتباك النجوم مكروه تنزيها وما بعده تحريرا الا بعذر كما مر الخ (رد المحتار ج ۱ ص ۳۶۹، كتاب الصلاة)

وَأما إذا كان في المغرب فالمستحب يفصل بينهما بسكتة يسكت قائما مقدار ما يتمكن من قراءة ثلاث آيات قصار. هكذا في النهاية فقد اتفقوا على أن الفصل لا بد منه فيه أيضا. كذا في العتابة. واختلفوا في مقدار الفصل فعند أبي حنيفة - رحمه الله - المستحب أن يفصل بينهما بسكتة يسكت قائما ساعة ثم يقيم، ومقدار السكتة عنده قدر ما يمكن فيه من قراءة ثلاث آيات قصار أو آية طويلة، وعندهما يفصل بينهما بجلسة خفيفة مقدار الجلسة بين الخطبتين وذكر الإمام الحلواني الخلاف في الأفضلية حتى إن عند أبي حنيفة - رحمه الله - إن جلس جاز والأفضل أن لا يجلس وعندهما على العكس. كذا في النهاية (الفتاوى الهندية، ج ۱ ص ۵۷، كتاب الصلاة، الباب الثاني، الفصل الثاني)

وَأما إذا كان في المغرب فقد اتفقوا على أن الفصل لا بد منه فيه أيضا لكنهم اختلفوا في مقداره، فعند أبي حنيفة يستحب أن يفصل بينهما بسكتة قائما مقدار ما يتمكن فيه من قراءة ثلاث آيات قصار أو آية طويلة. وفي رواية عنه: مقدار ما يخطوا ثلاث خطوات ثم يقيم عندهما يفصل بينهما بجلسة خفيفة مقدار الجلسة بين الخطبتين، والوجه ما ذكر في الكتاب وهو واضح (العتابة شرح الهداية، ج ۱ ص ۲۳۶، كتاب الصلاة، باب الاذان)

صرح الفقهاء باستحباب الفصل بين الأذان والإقامة بصلاة أو جلوس أو وقت يسع حضور المصلين فيما سوى المغرب، مع ملاحظة الوقت المستحب للصلاة. وتكره عندهم الإقامة للصلاة بعد الأذان مباشرة بدون هذا الفصل، وذلك لما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال لبلال: اجعل بين أذانك وإقامتك نفسا حتى يقضى المتوضئ حاجته في مهل، وحتى يفرغ الأكل من أكل طعامه في مهل.

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مغرب کی نماز کے بعد تیروں کے نشان کو پہچاننا اس بات کی علامت ہے کہ عام حالات میں مغرب کی نماز سے فراغت سورج کے 6 ڈگری نیچے چلے جانے سے پہلے پہلے ہو جایا کرتی تھی۔

اور سورج کے افق سے 6 ڈگری نیچے چلے جانے کے بعد سے لے کر 12 ڈگری نیچے جانے تک کی روشنی کو نائٹیکل ٹیولائٹ (Nautical Twilight) کہا جاتا ہے، اس وقت میں سمندری راستوں پر سفر کرنے والوں کو معروف اور واضح ستارے نظر آنے لگتے ہیں، اور

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وفی رواية: لیکن بین اذانک وإقامتک مقدار ما یفرغ الأکل من أکله، والشارب من شربه، والمعتصر إذا دخل لقضاء حاجته.

ولأن المقصود بالأذان إعلام الناس بدخول الوقت لیتھینوا للصلاة بالطهارة فیحضروا المسجد، وبالوصل ینتفی هذا المقصود، وتفوت صلاة الجماعة علی كثير من المسلمین.

وقد ورد عن بعض الفقهاء تحديد مقدار الفصل بین الأذان والإقامة، فروى الحسن عن أبی حنیفة أن مقدار الفصل فی الفجر قدر ما یقرأ عشرين آية، وفی الظهر قدر ما یصلی أربع رکعات، یقرأ فی کل رکعة نحواً من عشر آیات، وفی العصر مقدار ما یصلی رکعتین، یقرأ فی کل رکعة نحواً من عشر آیات .

أما فی المغرب: فقد اتفق الفقهاء علی تعجيل الإقامة فیها لحديث رسول الله صلى الله علیه وسلم: بین کل أذانین صلاة لمن شاء إلا المغرب لأن مبنی المغرب علی التعجيل، ولما روى أبو ایوب الأنصاری رضی الله عنه عن رسول الله صلى الله علیه وسلم أنه قال: لن تزال أمتی بخیر ما لم یؤخروا المغرب إلى اشتباک النجوم وعلى هذا یسن أن یكون الفصل بین الأذان والإقامة فیها یسیراً.

وللعملاء فی مقدار هذا الفصل الیسیر أقوال:

أ - قال أبو حنیفة والمالکیة: یفصل بین الأذان والإقامة فی المغرب قائماً بمقدار ثلاث آیات، ولا یفصل بالصلاة، لأن الفصل بالصلاة تأخیر، كما لا یفصل المقیم بالجلوس، لأنه تأخیر للمغرب، ولأنه لم یفصل بالصلاة فبغيرها أولى.

ب - وقال أبو یوسف ومحمد: یفصل بجلسة خفیفة كالجلسة بین الخطبتین، وهو الراجح عند الشافعیة والحنابلة، ووجه قولهم أن الفصل مسنون ولا یمکن بالصلاة، فیفصل بالجلسة لإقامة السنة.

ج - وأجاز الحنابلة وبعض الشافعیة الفصل برکعتین بین الأذان والإقامة فی المغرب، أى أنهما لا یکرهان ولا یستحبان (الموسوعة الفقهیة الكويتیة، ج ۶ ص ۱۵، ۱۶، مادة "إقامة")

سمندری راستوں کی قید سے مصنوعی روشنیوں اور آبادی کی آلودگیوں سے احتراز ہے، کیونکہ فضا کی آلودگی اور مصنوعی روشنیاں ستاروں کے نظر آنے میں ممانع ہوتی ہیں۔

اور احادیث میں اسی وقت کو طلوعِ نجم سے تعبیر کیا گیا ہے، جس سے پہلے پہلے مغرب کی نماز مستحب ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ عام حالات میں مغرب کی نماز سورج کے 6 ڈگری نیچے چلے جانے سے پہلے پہلے پڑھ لینا بلا کراہت جائز ہے۔

اور صحابہ کرام کا معمول 6 ڈگری کے اندر اندر مغرب کی نماز پڑھ لینے کا تھا، اسی وجہ سے مغرب کی نماز کے بعد تیروں کے نشان معلوم کیے جاسکتے تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طلوعِ نجم کے الفاظ سے بھی اسی بات کی تعبیر فرمائی ہے۔

اشتباکِ نجوم تک نمازِ مغرب کو مؤخر نہ کرنا

مگر مغرب کی نماز میں اتنی تاخیر نہ کی جائے کہ خوب اندھیرا ہو جائے، اور چھوٹے بڑے تارے اچھی طرح روشن ہو جائیں، کیونکہ احادیث میں اتنی تاخیر کرنے کو ناپسند کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَا يَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ
أَوْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخَّرُوا الْمَغْرِبَ حَتَّى يَشْتَبِكَ النُّجُومُ

(مستدرک حاکم) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میری اُمت خیر یا فطرت پر قائم رہے گی، جب تک کہ مغرب میں اتنی تاخیر نہ کرے گی

۱ رقم الحدیث ۶۸۵، ج ۱ ص ۳۰۳، کتاب الصلاة، باب فی مواقیب الصلاة، ابو داؤد، رقم

الحدیث ۴۱۸، باب فی وقت المغرب، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۵۳۲.

قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم، ولم یخرجاه وله شاهد صحیح الاسناد.

وقال الذہبی: علی شرط مسلم وله شاهد صحیح.

قال شعیب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشیة مسند احمد وحاشیة سنن ابی داؤد)

کہ ستارے چٹچ جائیں (حاکم، مسند احمد)

اسی قسم کی حدیث حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۱
اس سے معلوم ہوا کہ ”اشتباکِ نجوم“ ہونے سے پہلے مغرب کی نماز ادا کر لینا خیر اور فطرت پر
رہنے کی علامت ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ: أَنْ لَا تَكُونُوا مِنَ
الْمَسْبُوقِينَ بِفَطْرِكُمْ، وَلَا الْمُنْتَظَرِينَ بِصَلَاتِكُمْ إِشْتِبَاكَ النُّجُومِ

(مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث ۲۰۹۳، کتاب الصلاة، باب وقت المغرب)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہر والوں کی طرف یہ لکھ کر بھیجا کہ تم اپنی افطار
کو چھوڑنے (اور تاخیر کرنے والے) نہ ہو جانا، اور نہ اپنی نماز میں اتنا انتظار
کرنے والے ہو جانا، جس میں تارے چٹچ جائیں (عبدالرزاق)

بعض روایات میں افطار کو ٹالنے والے نہ ہو جانے کے الفاظ ہیں۔ ۲

مطلب یہ ہے کہ بلا عذر روزہ افطار کرنے اور مغرب کی نماز ادا کرنے میں اتنی تاخیر کرنا
مناسب نہیں کہ جس میں اشتباکِ نجوم ہو جائے، اور بلا عذر اشتباکِ نجوم تک مغرب کی
نماز کو مؤخر کرنا، بعض حضرات کے نزدیک مکروہ تحریمی اور بعض کے نزدیک مکروہ تنزیہی
ہے، اور دونوں قولوں میں تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ بہت زیادہ اشتباکِ نجوم
ہونے پر بلا عذر تحریمی ہو، اور اس سے پہلے تنزیہی ہو، خاص کر جبکہ بھوک یا سفر و مطر

۱ عن العباس بن عبد المطلب، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: لا يزال أمر
أمتي على الفطرة ما لم يؤخروا المغرب حتى يشتبك النجوم (مستدرک حاکم، رقم
الحدیث ۶۸۶؛ ابن ماجہ، رقم الحدیث ۶۸۹)

۲ عن ابن المسيب قال: كتب عمر بن الخطاب إلى أمراء الأمصار: أن لا تكونوا
من المسوفين بفطركم، ولا المنتظرين بصلاتكم اشتباك النجوم (مصنف عبدالرزاق،
رقم الحدیث ۷۵۹۰)

و غیرہ کے عذر کی وجہ سے تاخیر ہو۔ ۱

پھر فقہائے کرام کے نزدیک اشتباک نجوم سے مراد یہ ہے کہ تمام چھوٹے بڑے ستارے کثرت سے نظر آنے لگیں، نہ یہ کہ صرف بعض اور تیز ستارے نظر آنے لگیں، اور کثرت سے چھوٹے بڑے ستارے ظاہر ہونے کی وجہ سے ستارے ایک دوسرے میں خلط ملط اور گڈمڈ ہو جائیں۔

اور ظاہر ہے کہ اشتباک نجوم کی یہ کیفیت اسی وقت ہوتی ہے، جب غیر معمولی اندھیرا چھا جاتا ہے، کیونکہ روشنی کی موجودگی میں تمام چھوٹے بڑے ستاروں کا نظر آنا ممکن نہیں ہوتا۔
 محدثین و فقہائے کرام نے اشتباک نجوم کے بارے میں یہی تفصیل بیان فرمائی ہے۔

۱ علامہ ابن عابدین شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اشتباک نجوم تک کی تاخیر کے بارے میں ایک قول تحریمی ہونے کا ہے، لیکن راجح تنزیہی ہوتا ہے، اور ایک غیر اصح قول کے مطابق شفقِ احمر کے غروب تک کراہت نہیں ہے۔

(و) آخر (المغرب إلى اشتباک النجوم) أي كثرتها (كره) أي التأخير لا الفعل لأنه مأمور به (تحريما) إلا بعذر كسفر، وكونه على أكل (الدرالمختار مع ردالمحتار)

(قوله: إلى اشتباک النجوم) هو الأصح. وفي رواية لا يكره ما لم يغيب الشفق بحر أي الشفق الأحمر؛ لأنه وقت مختلف فيه فيقع الشك. وفي الحلية بعد كلام: والظاهر أن السنة فعل المغرب فورا وبعده مباح إلى اشتباک النجوم فيكره بلا عذر اه قلت أي يكره تحريما، والظاهر أنه أراد المباح ما لا يمنع فلا ينافي كراهة التنزيه ويأتي تماما قريبا. (قوله: أي كثرتها) قال في الحلية: واشتباکها أن يظهر صفارها وكبارها حتى لا يخفى منها شيء، فهو عبارة عن كثرتها وانضمام بعضها إلى بعض. اه. (قوله: كره) يرجع إلى المسائل الثلاثة قبله ط. قوله: أي التأخير لا الفعل) فيه كلام يأتي. (قوله: تحريما) كذا في البحر عن القنية، لكن في الحلية أن كلام الطحاوی يشير إلى أن الكراهة في تأخير العشاء تنزيهيا وهو الأظهر. اه. (قوله: إلا بعذر الخ) ظاهره رجوعه إلى الثلاثة أيضا لكن ذكر في الإمداد في تأخير العصر إلى الاضفرار عن المعراج أنه لا يباح التأخير لمرض أو سفر اه. ومثله في الحلية واقتصر في الإمداد وغيره على ذكره الاستثناء في المغرب، وعبارة إلا من عذر كسفر ومرض وحضور مائدة أو غيم. اه. قلت وينبغي عدم الكراهة في تأخير العشاء لمن هو في ركب الحجاج، ثم إن للمسافر والمريض تأخير المغرب للجمع بينها وبين العشاء فعلا كما في الحلية وغيرها: أي بأن تصلى في آخر وقتها والعشاء في أول وقتها، وهو محتمل ما روى من جمعه - صلى الله عليه وسلم - بينهما سفرا كما سيأتي. (قوله: وكونه على أكل) أي لكراهة الصلاة مع حضور طعام تميل إليه نفسه ولحديث إذا أقيمت الصلاة وحضر العشاء فابدأوا بالعشاء (رواه الشيخان (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۶۸، ۳۶۹، كتاب الصلاة)

چنانچہ مرقاۃ شرح مشکاۃ میں ہے کہ:

(مَا لَمْ يُؤَخَّرُوا الْمَغْرِبَ إِلَى أَنْ تَشْتَبِكَ النُّجُومُ) أَيْ: تَصِيرُ مُشْتَبِكَةً كَالشُّبْكَةِ قَالَهُ ابْنُ الْمَلِكِ، أَيْ: يَطْهَرُ جَمِيعُهَا وَيَخْتَلِطُ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ، وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنْ لَا كَرَاهَةَ بِمُجَرِّدِ الطُّلُوعِ، وَقَالَ الطَّبِيبِيُّ: أَيْ تَخْتَلِطُ لِكثْرَةِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا (مرقاۃ المفاتیح) ۱

ترجمہ: جب تک مغرب کو اشتباکِ نجوم ہونے تک مؤخر نہیں کریں گے، یعنی ستارے انگلیوں میں انگلیاں داخل ہونے کی طرح نہ ہو جائیں، ابنِ ملک نے یہ بات فرمائی ہے، یعنی تمام ستارے ظاہر ہو جائیں، اور بعض ستارے بعض کے ساتھ مختلط ہو جائیں، اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ستاروں کے محض طلوع ہو جانے پر کراہت نہیں ہے، اور طبیبی نے فرمایا کہ (اشتباکِ نجوم ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ) ستارے مختلط ہو جائیں کثرت سے ظاہر ہونے کی وجہ سے (مرقاۃ)

اور مشکاۃ کی شرح مرعاۃ میں ہے کہ:

(إِلَى أَنْ تَشْتَبِكَ النُّجُومُ) أَيْ تَطْهَرُ جَمِيعًا، وَيَخْتَلِطُ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ لِكثْرَةِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا، وَهُوَ كِنَايَةٌ عَنِ الظُّلَامِ (مرعاۃ المفاتیح للمبارکفوری) ۲

ترجمہ: اشتباکِ نجوم کا مطلب یہ ہے کہ تمام ستارے ظاہر ہو جائیں، اور کثرت سے ظاہر ہونے کی وجہ سے بعض ستارے بعض کے ساتھ مختلط ہو جائیں، جو کہ اندھیرا اچھا جانے سے کنایہ ہے (مرعاۃ)

اور فیض القدری للمناوی میں ہے کہ:

(إِلَى اشْتِبَاكِ النُّجُومِ) أَيْ انْضِمَامِ بَعْضِهَا إِلَى بَعْضٍ وَظُهُورُهَا كُلِّهَا

۱ ج ۲ ص ۵۳۳، کتاب الصلاة، باب تعجيل الصلوات.

۲ ج ۲ ص ۳۱۸، کتاب الصلاة، باب تعجيل الصلاة.

بَحَيْثُ يَخْتَلِطُ إِنَارَةَ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ وَيُظْهِرُ صِغَارَهَا مِنْ كِبَارِهَا حَتَّى لَا يَخْفَى مِنْهَا شَيْءٌ (فيض القدير للمناوی تحت رقم الحديث ۹۷۷۲)

ترجمہ: اشتباکِ نجوم کا مطلب یہ ہے کہ ستارے ایک دوسرے سے ضم ہو جائیں (یعنی ایک دوسرے سے مل جائیں) اور تمام ستارے ظاہر ہو جائیں، اس طور پر کہ ان کی روشنی ایک دوسرے سے مختلط ہو جائے، اور چھوٹے بڑے ستارے ایک دوسرے کے مقابلہ میں ظاہر ہو جائیں، یہاں تک کہ ان میں سے کوئی ستارہ بھی مخفی نہ رہے (فيض القدير)

اور ابوداؤد کی شرح للیعنی میں ہے:

قَالَ ابْنُ الْأَثِيرِ: اشْتَبَكَ النُّجُومُ أَي: ظَهَرَتْ جَمِيعُهَا وَاخْتَلَطَ

بَعْضُهَا بِبَعْضٍ لِكثْرَةِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا (شرح ابی داؤد للیعنی) ۱
ترجمہ: ابنِ اثیر نے فرمایا کہ اشتباکِ نجوم کا مطلب یہ ہے کہ تمام ستارے ظاہر ہو جائیں، اور کثرت سے ظاہر ہونے کی وجہ سے بعض ستارے بعض کے ساتھ مختلط ہو جائیں (شرح ابی داؤد)

اور ابن ماجہ کی شرح انجاء الحجاب میں ہے کہ:

حَتَّى تَشْتَبِكَ النُّجُومُ أَي تَظْهَرُ جَمِيعُهَا وَتَخْتَلِطُ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ وَهَذَا يُدَلُّ عَلَى أَنَّ لَا كَرَاهَةَ بِمُجَرَّدِ الطُّلُوعِ (انجاء الحاجة، لعبد الغنی

الحنفی، شرح سنن ابن ماجہ، ص ۵۰، باب اتباع السنة)

ترجمہ: اشتباکِ نجوم کا مطلب یہ ہے کہ تمام ستارے ظاہر ہو جائیں، اور ایک دوسرے کے ساتھ مختلط ہو جائیں، جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کراہت صرف ستاروں کے طلوع کی وجہ سے نہیں ہوتی (مرعاة)

اور التحیر میں ہے کہ:

وَاشْتَبَاكَ النُّجُومُ: ظُهُورُ صِغَارِهَا بَيْنَ كِبَارِهَا حَتَّى لَا يَخْفَى مِنْهَا

شَيْءٌ (التحیر لایضاح معانی التیسیر للصنعانی) ۱

ترجمہ: اشتباکِ نجوم کا مطلب بڑے اور چھوٹے ستاروں کا ظاہر ہو جانا ہے،

یہاں تک کہ ان میں سے کوئی ستارہ مخفی نہ رہے (التحیر)

اور ردالمحتار میں ہے کہ:

قَالَ فِي الْحَلِيَّةِ: وَاشْتَبَاكُهَا أَنْ يُظْهَرَ صِغَارُهَا وَكِبَارُهَا حَتَّى لَا يَخْفَى

مِنْهَا شَيْءٌ، فَهُوَ عِبَارَةٌ عَنْ كَثْرَتِهَا وَأَنْضِمَامِ بَعْضِهَا إِلَى بَعْضٍ اهـ

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۶۸، کتاب الصلاة)

ترجمہ: حلیہ میں فرمایا کہ اشتباکِ نجوم یہ ہے کہ چھوٹے بڑے ستارے ظاہر

ہو جائیں، یہاں تک کہ ان میں سے کوئی ستارہ بھی مخفی نہ رہے، جس کا مطلب یہ

ہے کہ ستارے کثرت سے ظاہر ہو جائیں، اور بعض بعض کے ساتھ مل جائیں

(ردالمحتار)

اور ہدایہ کی شرح البنایہ میں ہے کہ:

يُقَالُ اشْتَبَكَ النُّجُومُ إِذَا ظَهَرَتْ جَمِيعُهَا وَاخْتَلَطَ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ

لِكَثْرَةِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا (البنایہ شرح الهدایہ) ۲

ترجمہ: اشتباکِ نجوم ہونا اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ تمام ستارے ظاہر ہو جائیں،

اور بعض بعض کے ساتھ مختلط ہو جائیں، ستاروں کے کثرت سے ظاہر ہونے کی

وجہ سے (البنایہ)

اور المغرب میں ہے کہ:

۱ ج ۵ ص ۱۰۳، کتاب الصاد، القسم الاول، الباب الثانی فی المواقیت، وقت المغرب.

۲ ج ۲، ص ۴۵، کتاب الصلاة، باب تعجیل المغرب.

(اِشْتَبَاكَ) النُّجُومُ كَثُرَتْهَا وَدُخُولُ بَعْضِهَا فِي بَعْضِ

(المغرب، ج ۳، ص ۱۲۹، باب الشین، الشین مع الباء الموحدة، مادة ش ب ک)

ترجمہ: اشتباکِ نجوم کے معنی ستاروں کا کثرت سے ہونا، اور بعض کا بعض میں داخل ہونا ہے (المغرب)

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ اشتباکِ نجوم کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹے بڑے تمام یا کم از کم اکثر ستارے ظاہر ہو جائیں، جس کی علامت یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے میں داخل اور ایک دوسرے کے ساتھ مختلط اور منضم ہو جائیں، اور یہ صورت حال غیر معمولی اندھیرا ہونے پر ہوتی ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ اشتباکِ نجوم کی مذکورہ کیفیت سورج کے کتنے درجہ افق سے نیچے جانے پر پیدا ہوتی ہے، تو اس کیفیت کو سمجھنے کے لیے فلکی اعتبار سے سورج غروب ہونے کے بعد کے احوال کو جاننا ضروری ہے۔

تو جاننا چاہیے کہ فلکی اعتبار سے سورج غروب ہونے کے بعد اس کے افق سے 6 ڈگری نیچے چلے جانے تک کی روشنی کو عربی زبان میں ”شفقِ مدنی“ اور انگریزی زبان میں سول ٹیولائٹ (Civil Twilight) کہا جاتا ہے، اس روشنی میں شہری ماحول اور آبادی میں اشیاء کی تمیز کرنا، بلکہ تحریر اور اخبار کو پڑھنا ممکن ہوتا ہے۔

اور سورج کے افق سے 6 ڈگری نیچے چلے جانے کے بعد سے لے کر 12 ڈگری نیچے جانے تک کی روشنی کو عربی زبان میں ”شفقِ بحری“ اور انگریزی زبان میں نائٹل ٹیولائٹ (Nautical Twilight) کہا جاتا ہے، اس وقت میں سمندری راستوں پر سفر کرنے والوں کو معروف اور واضح ستارے نظر آنے لگتے ہیں۔

اور سورج کے افق سے 12 ڈگری نیچے چلے جانے سے لے کر 18 ڈگری تک کی روشنی کو عربی زبان میں ”شفقِ فلکی“ اور انگریزی زبان میں آسٹرونومیکل ٹیولائٹ

(Astronomical Twilight) کہا جاتا ہے، جس کے بعدرات کا اندھیرا اتنا

گہرا ہو جاتا ہے، کہ اب مزید گہرا نہیں ہو سکتا۔ ۱

اور ہماری تحقیق کے مطابق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اسی وقت سے عشاء کے وقت کا آغاز ہوتا ہے، اور اس سے پہلے پہلے مغرب کا ادا وقت ہوتا ہے۔

اس تفصیل کے پیش نظر اشتباک نجوم اور چھوٹے بڑے ستارے خوب نظر آنے کی کیفیت 12 ڈگری تک تو ہرگز نہیں ہو سکتی، کیونکہ اس وقت تک صرف مخصوص و معروف ستارے ہی نظر آتے ہیں، اور وہ بھی سمندری راستوں پر، اشتباک نجوم کی وہ کیفیت نہیں پائی جاتی، جس کی تفصیل محدثین و فقہائے کرام نے بیان فرمائی ہے، البتہ اشتباک نجوم کی وہ کیفیت 12 ڈگری سے 18 ڈگری کے درمیان ہوتی ہے، کیونکہ 12 ڈگری تک تو اگر کوئی مانع نہ ہو، تو صرف تیز چمکنے والے ستارے ہی واضح نظر آتے ہیں، پھر اس کے بعد آہستہ آہستہ دوسرے ستاروں کے نظر آنے کا سلسلہ آگے بڑھتا ہے، یعنی جوں جوں یہ روشنی آسمان کے وسط سے سکر کر مغربی افق کے قریب پہنچتی ہے، اسی کے ساتھ یہ سلسلہ ترقی کرتا ہے، اور فقہائے کرام

۱۔ ويقسم الشفق في الفلك إلى ثلاثة أنواع أولها الشفق الفلكي، وهو أول ضوء شمسي وقت الفجر ناحية الشرق، أو آخر ضوء وقت العشاء ناحية الغرب، يتشتت في الغلاف الجوي حين تصبح الشمس تحت الأفق بزوايا انخفاض قدرها 18 درجة، وهو ما اصطلح عليه بأنه وقت الفجر الصادق ويؤذن به في معظم أرجاء الكرة الأرضية، ويمكن عنده رؤية النجوم الخافتة جدا، كما يمكن القول بأن الليل سائد.

والثاني هو الشفق البحري، وهو إضاءة الغلاف الجوي حين تكون الشمس تحت الأفق بزوايا قدرها 12 درجة، ويضاء ته تبدأ الأرض بالتمايز عن السماء دون وضوح معالمها، كما يمكن رؤية النجوم اللامعة جدا.

وأخيراً الشفق المدني، وهو إضاءة الغلاف الجوي حين تكون الشمس تحت الأفق بزوايا قدرها ست درجات، وهو الوقت الذي تبدأ عنده معالم الأرض بالظهور ويسهل عنده تمييزها.

وبسبب كون وقتي الفجر والعشاء مرتبطين بظاهرة ظهور الشفق أو انتهائه، فإن الفرق بين موعد أذان المغرب وأذان العشاء دائماً يساوي الفرق بين وقت أذان الفجر وشرق الشمس. في حين يقع أذان الظهر (زوال الشمس) في منتصف المسافة بين وقتي الشروق والغروب.

<http://www.aljazeera.net/news/scienceandtechnology>

کی تصریح کے مطابق اشتباکِ نجوم چھوٹے اور بڑے ستاروں کے واضح نظر آنے کا وقت ہے، اور جمہور علماء و اصحابِ فلکیین کے نزدیک شفقِ ابیض اور اسی طریقہ سے طلوعِ فجر کا وقت 18 درجہ زیرِ افق پر ہوتا ہے۔

(جس کی تفصیل ہم نے اپنی دوسری کتاب ”صبح صادق و کاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق“ میں ذکر کر دی ہے) لہذا اگر سورج غروب ہونے سے لے کر 18 ڈگری کے مطابق درمیانی وقت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے، تو دو تہائی حصہ گزرنے کے کچھ وقت بعد بلکہ ہمارے نزدیک سورج کے 15 ڈگری زیرِ افق چلے جانے کے قریب اشتباکِ نجوم کی مذکورہ کیفیت پیدا ہوتی ہے، اور 15 ڈگری زیرِ افق کے بعد مغرب کا بھی اداء وقت موجود ہوتا ہے، البتہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اگر مثلاً سورج غروب ہونے سے لے کر 18 ڈگری کے مطابق وقت ڈیڑھ گھنٹہ پر مشتمل ہو، تو غروبِ آفتاب کے ایک گھنٹہ گزرنے کے کچھ دیر بعد ہی اشتباکِ نجوم کی مذکورہ کیفیت پیدا ہوگی، اس سے پہلے نہیں، پس 12 ڈگری یا اس کے کچھ بعد تک مغرب کی نماز سے فراغت حاصل کر لینے میں کراہت نہ ہوگی، اور افطار کی ضرورت کے لئے اتنی تاخیر میں حرج نہیں۔

اگر شبہ کیا جائے کہ یہ تو طویل وقت ہے، اور تعجیل کے منافی ہے، تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ تعجیل مستحب ہے، اور یہاں بحث اُس وقت سے متعلق ہے، جو کراہت کو مستلزم ہو، جو کہ اشتباکِ نجوم کا وقت ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان مغرب کا ادا وقت ہے، لہذا اگر اس کے اکثر وقت کو کراہت میں داخل مانا جائے، تو اس میں حرجِ عظیم ہے، اور شریعت کے پیشِ نظر نمازوں کے اوقات میں جو یُسرو سہولت اور وسعت رکھی گئی ہے، اس مقصود کو فوت کر دینا ہے۔

لہذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ مکروہ وقت، غیر مکروہ وقت کے مقابلہ میں اقل ہونا چاہئے، جیسا کہ عصر کی نماز کے وقت کا معاملہ ہے۔

خلاصہ کلام

شروع سے اب تک جو بحث کی گئی، اس کا خلاصہ یہ نکلا کہ عام حالات میں روزہ کو نمازِ مغرب سے پہلے افطار کرنا اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھنا بہتر ہے، اور جب بھوک لگی ہوئی ہو، اور کھانے کی طرف رغبت ہو، اور کھانا بھی تیار ہو، تو ایسی حالت میں کھانا ترک کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے، اور مناسب یہ ہے کہ پہلے بھوک کا تقاضا پورا کیا جائے، اور پھر نماز پڑھی جائے، بشرطیکہ نماز قضاء نہ ہو جائے۔

اور عام حالات میں مغرب کی نماز کو زمین پر اندھیرا طاری ہو جانے اور آسمان پر ستارے ظاہر ہو جانے سے پہلے ادا کر لینا بہتر ہے، جس کی فلکی اعتبار سے مقدار سورج کے 6 ڈگری افق سے نیچے چلے جانے تک ہے، اور اس کے بعد مزید تاخیر کرنا مکروہ تنزیہی ہے، جس کا وقت فلکی اعتبار سے سورج کے کم از کم 12 ڈگری افق سے نیچے چلے جانے پر ہوتا ہے، بھوک کو دور کرنے کے لیے اس قدر تاخیر میں بھی گناہ نہیں۔

اور ہمارا مشاہدہ و تجربہ ہے کہ عام حالات میں پندرہ بیس منٹ تک اعتدال کے ساتھ افطار کر کے نماز میں شمولیت آسان ہوتی ہے، وقتِ افطار اور مغرب کی نماز ادا یا کھڑی کرنے میں اتنی مقدار فاصلہ میں کوئی قباحت نہیں، ضرورت کے وقت اس میں کمی بیشی بھی کی جاسکتی ہے۔ ۱

بس اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ چھوٹے بڑے ستارے خوب روشن ہو جائیں، اور زمین پر اندھیرا غالب آ جائے، اور ستارے چٹختے یعنی خوب روشن ہونے کی کیفیت غروب

۱ احسن الفتاویٰ میں ہے کہ:

رمضان میں اگر بھوک لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو پندرہ بیس منٹ تک تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں، اس لئے کہ یہ تاخیر زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے، اور بھوک کی حالت میں کھانے کی موجودگی میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، لہذا کھانے سے فارغ ہو کر طمینان اور فراغِ قلب کے ساتھ نماز پڑھنا چاہئے (احسن الفتاویٰ ج ۲ ص

کے کافی دیر بعد اور عشاء کا وقت شروع ہونے سے کچھ وقت پہلے پیدا ہوتی ہے، جس کا فلکی اعتبار سے اندازہ سورج کے 15 ڈگری افق سے نیچے چلے جانے تک ہے، اس کے بعد مغرب کی نماز میں مزید تاخیر کرنا بعض حضرات کے نزدیک کراہتِ تحریمی سے خالی نہیں، البتہ شدید عذر کے احکام اس سے مستثنیٰ ہیں۔

ملاحظہ رہے کہ ہمارے علاقوں میں 18 ڈگری کے نقشوں کے مطابق سال کے چھوٹے دنوں میں مغرب کے وقت کا دورانِ بیڑہ گھنٹہ (یعنی 90 منٹ) پر مشتمل ہوتا ہے، اور بڑے دنوں میں مغرب کے وقت کا دورانِ بیڑہ پونے دو گھنٹے (یعنی 105 منٹ) پر مشتمل ہوتا ہے۔

اس اعتبار سے ہمارے علاقوں میں سال کے چھوٹے دنوں میں 6 ڈگری کا آغازِ غروب کے آدھا گھنٹہ بعد ہوتا ہے، اور سال کے بڑے دنوں میں اس سے کچھ منٹ بعد میں ہوتا ہے۔

اور سال کے چھوٹے دنوں میں 12 ڈگری کا آغازِ غروب کے ایک گھنٹہ بعد ہوتا ہے، اور سال کے بڑے دنوں میں اس سے کچھ منٹ بعد میں ہوتا ہے۔

اور سال کے چھوٹے دنوں میں 15 ڈگری کا آغازِ غروب کے سوا گھنٹہ (یعنی 75 منٹ) بعد ہوتا ہے، اور سال کے بڑے دنوں میں اس سے کچھ منٹ بعد میں ہوتا ہے۔

فقط

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

محمد رضوان خان

مؤرخہ 10 / ربیع الاول / 1438ھ بمطابق 10 / دسمبر / 2016ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان